ہوتے رہیں۔ اس سال میں ہم بنا دو تو نشر و جماعت بنا چکے ہیں، مگر بفضلہ ہم پوری طرح جماعت صالحہ
نہیں بن سکے اور جماعت صالحہ ہونے کی جو شرائط ہیں ان کو پورا نہیں کر سکے۔ اقامت دین کا فریضہ ہم نے دعوت
اقامت دین کا فریضہ کما حقہٗ ادا نہیں کیا ہے اور جس طرح حق کا پیغام اتمام حجت کے لیے ہمیں ہندوستان
کے گوشے گوشے میں پہنچانا چاہیے اور جس تسلسل سے ہمیں اپنے عمل سے دین اسلام کے حق ہونے کی شہادت
دینی چاہیے، اس کا عشر عشیر بھی اتمام پذیر نہیں ہوا۔ پھر ہمیں کیا حق ہے کہ وقت سے پہلے اپنے حق کی شہادت
تلوار سے دینا شروع کر دیں۔ جس طبیب نے سوسائٹی کے پھوڑوں کا علاج نشتر سے پہلے مرہم سے کیا ہی
نہیں اس کا یہ کام نہیں کہ وہ اس کے اعضا کی قطع و برید شروع کر دے۔ یہ تو خدا کے بندوں پر ظلم ہوگا
اور اس ظلم کا حساب خدا کی عدالت میں دینا پڑے گا۔

باقی رہا یہ امر کہ کب یہ شرائط تمام پوری ہوں گی اور کب یہ دور ختم ہوگا سو اس معاملہ میں ہم کوئی
تخمینہ نہیں لگا سکتے ہیں۔ ہمیں معلوم نہیں کہ اللہ کی مشیت کب ہماری مساعی کو تکمیل تک پہنچائے گی،
اتنی بات البتہ ہم جانتے ہیں کہ دیر ہوگی تو بہرحال ہماری سستی کی وجہ سے ہوگی، ورنہ اللہ کی رحمت ہر وقت
مساعی کا حساب چکانے کو تیار ہے۔ پس ہمارا کام یہ ہے کہ دعوت کے فرائض کی انجام دہی میں سرتوڑ
کوشش کریں اور آئندہ کے مراحل کی سوچ میں لگنے کے بجائے موجودہ مرحلہ کو طے کرنے کی فکر کریں۔

زکوٰۃ کی وصولی و صرف کا اجتماعی نظام

سوال: جماعت اسلامی اس وقت الجماعۃ کی حیثیت پر ہے یا نہیں؟ اگر نہیں ہے
تو مجلس شوریٰ کا یہ فیصلہ کہ ارکان جماعت اپنی زکوٰۃ لازماً جماعت کے بیت المال میں داخل کریں،
کس بنا پر ہے؟ یہ حکم کسی نص پر مبنی ہے یا ایک اجتہادی فیصلہ ہے؟ اگرچہ مسلمان اگر کسی شخص
کو اپنا امیر بنا لیں، لیکن شرعاً اس کا مقام امیر المومنین کا مقام نہ ہو تو وہ کیسے یہ فیصلہ دے سکتا
ہے کہ ہر شخص کو زکوٰۃ بیت المال میں داخل کرنا واجب ہے؟ کیا اس فیصلہ کے بعد انفرادی
طور پر کسی رکن کے زکوٰۃ نکالنے سے فرض پورا نہیں ہوگا؟

یہ بات بھی واضح فرما دیں کہ خلیفۂ اول رضی اللہ عنہ نے مانعینِ زکوٰۃ کے خلاف فیصلۂ جہاد دیتے وقت یہ جو فرمایا تھا کہ اگر یہ لوگ اس زکوٰۃ میں سے جو دورِ نبوی میں دیتے رہے ہیں اونٹ باندھنے کی رسی بھی روکیں گے تو میں ان سے جہاد کروں گا۔ کیا اس کا مدعا یہ تھا کہ اگر وہ لوگ نفسِ زکوٰۃ دینے سے انکار نہ کرتے اور اس میں سے کچھ حصہ انفرادی طور پر ادا کر کے خلیفۂ مسلمین کو پورا صدقہ سپرد کرتے تو پھر بھی ان کے خلاف جہاد کیا جاتا؟

[illegible] یہ معلوم ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں جب اموال زیادہ ہو گئے تو باجماعِ صحابہ رضی اللہ عنہم یہ فیصلہ ہوا کہ لوگ بطورِ خود زکوٰۃ ادا کریں۔ سوال یہ ہے کہ اگر زکوٰۃ کی ادائی اجتماعی نظم سے لازماً متعلق ہوتی تو عین خلافتِ راشدہ کے دور میں اس فیصلہ کی کیا توجیہ ہوتی؟

جواب:- ہم بالفعل تو "الجماعت" نہیں ہیں، کیونکہ ہم کو سیاسی قوت حاصل نہیں ہے لیکن بالارادہ الجماعت ہیں۔ ہم اپنے ارکان سے اس وقت اطاعت کا جو مطالبہ کرتے ہیں وہ اس عہد کی بنا پر ہے جو انھوں نے نظمِ جماعت کے اندر رہنے اور اپنے منتخب کیے ہوئے امیر کے ان فیصلوں کی پابندی کرنے کے لیے کیا ہے، جو کتاب و سنت کی حدود کے اندر اور خدا و رسول کی رضا کے مطابق ہوں۔ اس عہد کو نباہنے کے وہ شرعاً ذمہ دار ہیں۔

ہمارے نزدیک جو فرائض جماعتی نظم کے تحت انجام پانے چاہییں ان کو انفرادی طور پر انجام دینا جائز نہیں ہے، جبکہ جماعتِ صالحہ موجود ہو ——— اگرچہ اس کی حیثیت معیاری جماعت کی نہ ہو۔ زکوٰۃ کی وصولی اور تقسیم کے متعلق یہ حقیقت بالکل واضح ہے کہ وہ ایک صالح اجتماعی نظم کی مقتضی ہے۔

خلیفۂ اول نے جن مانعینِ زکوٰۃ کے خلاف جہاد کا اعلان فرمایا تھا، وہ کوئی ایک ہی قسم کے لوگ نہیں تھے، بلکہ کچھ تو ایسے مرتدین تھے جو زکوٰۃ کے ساتھ ساتھ پورے دین کا قلادہ گردنوں سے اتار چکے تھے، اور کچھ وہ تھے جو زکوٰۃ روکنا چاہتے تھے اور ایک گروہ ایسے لوگوں کا تھا جو سارے دین کو قائم رکھنا چاہتے تھے اور زکوٰۃ بھی دینے کے منکر نہیں تھے مگر ان کا کہنا یہ تھا کہ ہم اپنی زکوٰۃ علیحدہ خود جمع و خرچ کریں گے۔ ابوبکرؓ کے

عاملوں کو نہیں دیں گے۔ ایسے ہی لوگوں کا قول تھا کہ :-

اطعنا رسول اللہ اذا کان بیننا فواعجبا ما بال ملک ابو بکر

یعنی جب تک رسول اللہ ہمارے درمیان رہے، ہم نے ان کی اطاعت کی، مگر یا للعجب! ابو بکر کی حکومت کیا حیثیت رکھتی ہے! ان کی بنائے اختلاف یہ تھی کہ رسول اللہ کے بعد جو نظام خلافت قائم ہو اسے یہ حق حاصل نہیں ہے کہ وہ نبی کی طرح مسلمانوں کو ایک سیاسی مرکز سے وابستہ رکھے۔ ہم رسول کو اگر اپنے صدقات کے نظامِ تحصیل و تقسیم کا مرکز مانتے تھے تو اس لیے کہ وہ رسول تھا، مگر اس کے بعد کے لوگوں کو ہم یہ حیثیت نہیں دیتے۔ حضرت ابو بکرؓ نے ان تینوں گروہوں کے متعلق الگ الگ توضیح بھی فرما دی۔ پہلے گروہ کے متعلق تو مجاہدین کے مختلف کمانڈروں کو جو فرمان عام لکھ کر دیا گیا تھا اس میں یہ ہدایت دی گئی تھی کہ مرتدین میں سے جو لوگ دوبارہ اسلام قبول کر لیں اور اس کے اعلان کے طور پر اپنی بستیوں میں اذان پکاریں ان سے جنگ نہ کی جائے اور جن بستیوں سے اسلام قبول کرنے کا یہ اعلان نہ ہو وہاں کے باشندوں سے پوچھا جائے کہ یہ اعلان کیوں نہیں کیا گیا، پھر اگر وہ ارتداد پر قائم رہیں تو ان کی بستیوں کو نیست و نابود کر دیا جائے۔ دوسرے گروہ کے متعلق جو مسلمان رہ کر زکوٰۃ دینے سے انکاری تھا، خلیفۂ اول نے فیصلہ دیا کہ واللہ لاقاتلن من فرق بین الصلوٰۃ والزکوٰۃ۔ اور تیسرے گروہ کے متعلق بھی بالتصریح یہ ارشاد فرمایا کہ اس زکوٰۃ میں سے جسے یہ لوگ رسول اللہ کو دیا کرتے تھے، اگر اونٹ باندھنے کی ایک رسی بھی روکیں گے تو ان کے خلاف جنگ کی جائے گی۔ زکوٰۃ کو بالکل روکنے کے معنی اللہ کے حق کو غصب کرنا ہے اور بیت المال کے ذریعے ادا کرنے کے بجائے انفرادی طور پر ادا کرنا بیت المال کا ایک حق مارنا ہے۔ یہ دونوں رویے ایسے ہیں جن کو روکنے کے لیے جماعت اسلامی جہاد کر سکتی ہے۔

ردّ المختار کی جس بات کا حوالہ آپ نے دیا ہے اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ زکوٰۃ کی تقسیم کا معاملہ سرے سے جماعتی نظم سے تعلق ہی نہیں رکھتا، بلکہ الٹا اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ لوگ اپنی زکوٰۃ انفرادی طور پر نکالنے کے اور تقسیم کرنے کے صرف اس صورت میں مجاز ہو سکتے ہیں جب کہ امیر کی طرف سے ان کو مجاز کیا جائے۔ نیز حضرت عثمانؓ کے اس فیصلہ سے یہ نتیجہ نہیں نکالا جا سکتا کہ زکوٰۃ کی اجتماعی تحصیل